امام حسینؑ پر گریہ

از رشحات قلم: حضرت ادیب عصر مرحوم

امام حسینؑ پر رونے کو بدعت کہنے کی سب سے بلند اور تیز آواز ابن تیمیہ(۱) کی ہے یہ صاحب اپنے خیالات وافکار کی وجہ سے تمام عمر مورد طعن رہے، علمائے اہل سنت نے انہیں پاگل اور دیوانہ تک کہا ہے۔ علامہ آمدی فرماتے ہیں: ابن تیمیہ کا علم اچھا تھا مگر عقل کم تھی۔ آمدی کے اس تبصرے کا مفہوم شیطان سے مماثلت پیدا کرنا معلوم ہوتا ہے۔

ابن بطوطہ بھی کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ کی عقل میں فتور ہے۔ علامہ صفدی کہتے ہیں: ابن

۱۔ابن تیمیہ کا پورا نام احمد بن عبدالحلیم حرانی حنبلی تھا، زندان مراکش میں اس کی وفات ہوئی؛ اس کی عادت ہے کہ وہ ضروریات کا انکار کرتا ہے، مسلمانوں پر تنقید کر کے انہیں کافر و گمراہ سمجھتا ہے، اسی لئے علماء نے اجماع کے برخلاف اس کی بکواس کو ابتداء ہی سے نقد و تبصرے کا ہدف قرار دیا ہے۔ کسی نے اس کو پاگل، کسی نے کافر اور کسی نے اسلام سے خارج کہا ہے۔ ایسے ذلیل اور پاپی شخص نے حقیقت سے دور گمراہ کن لیٹریچر پر مشتمل کتاب لکھی جس کا نام ''منہاج السنۃ'' رکھا۔ اگر کسی کو ایسی کتاب کی تلاش ہو جس کا نام اس کے مطالب سے مخالف ہو تو وہ ''منہاج السنۃ'' کی جانب رجوع کرے، اس کتاب کا نام اس کے مطالب سے قطعی مخالف ہے، بقول علامہ امینیؒ اس کے مطالب کے پیش نظر اس کا واقعی نام تو ''منہاج البدعۃ'' ہونا چاہئے، اس لئے کہ اس میں انواع و اقسام کی بدعتیں، افتراپردازیاں، دینی مسلمات کا انکار، مسلمانوں کی تکفیر، غیر منطقی اور لچر اقوال و دلائل، بدعت گذاروں کی نصرت اور اہل بیتؑ اور خاندان وحی سے کینہ توزی اور دشمنی کے نمونے بھرے پڑے ہیں۔

تیمیہ کی عقل خراب تھی جوان کومہالک میں پھنسادیتی تھی۔

ابن حجر نے ان کی شخصیت کے بجائے ان کی علمی خدمات کے بارے میں تبصرہ کیاہے کہ انہوں نے موجودہ حدیثوں کا انکار کیاہے انہیں موضوع وغلط کہاہے اور بے شمار مستند اور معتمد حدیثوں کو غلط بتادیاہے۔(۱)

اس پاگل پن اور علمی بے ہنگم کا نتیجہ علامہ زرقانی کی زبان سے سنئے، وہ کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے ایک نیا مذہب ایجاد کیاہے، ان کی یہ حالت ہے کہ جب ان سے کسی بات کا جواب نہیں بن پڑتا تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہے، یہ حدیث موضوع ہے۔(۲)

یہ اگرچہ حنبلی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے مگر خدا کی جسمانیت کے قائل تھے، ابن بطوطہ نے اپنے تبصرے کا ثبوت اسی بات سے دیاہے کہ وہ ایک وعظ میں کہنے لگے کہ خدا عرش سے فلک دنیا پر اسی طرح اترتاہے جس طرح ہم اتر رہے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ ایک زینہ نیچے اتر آئے۔ انہوں نے بہت سی بیہودہ باتیں کہی ہیں، اپنے غلط عقائد کی وجہ سے وہ بار بار قید کئے گئے، آخر قید خانہ ہی میں مر گئے۔(۳)

ایسا فتوری شخص حمایت یزید میں بالکل آپے سے باہر نظر آتاہے، وہ کہتاہے کہ یزید کو

....

۱۔ملاحظہ ہو: الفتاوی الحدیثیۃ ص ۱۱۴؛ علامہ ابن حجر نے ابن تیمیہ کی شخصیت تراشی کے لئے انتہائی مناسب الفاظ استعمال کئے ہیں، ان کی عبارت کا مطالعہ افادہ واستفادہ سے خالی نہیں۔

۲۔مواہب لدنیہ، زرقانی

۳۔اہل سنت کے عظیم عالم، علامہ حسن زمان نے اپنی کتاب القول المستحسن فی فخر الحسن میں دین وشریعت کے برخلاف ابن تیمیہ کے بعض اقوال کو نقل کرکے ان پر تفصیل سے تبصرہ کیاہے اور علمائے اہل سنت کے اقوال سے ان کی کاٹ کی ہے، آخر میں ابن تیمیہ کی شخصیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ علامہ میر حامد حسین ہندی نے اپنی گرانقدر کتاب ''عبقات الانوار مجلد حدیث تشبیہ'' میں علامہ حسن زمان کے متذکرہ قول کو نقل کیاہے۔

برا بھلا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ وہ مسلم الثبوت خلیفہ تھا، ظاہر ہے کہ اجماع، شوری اور استخلاف سب کچھ تو یزید کے یہاں موجود ہے۔ لیکن وہ آگے بڑھ کے کہتا ہے کہ یزید کی مغفرت بھی ہوگی۔ یہ کہہ کے وہ صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث سے شاہد بھی پیش کرتا ہے۔ ابن تیمیہ کہتا ہے: نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جو فوج قسطنطنیہ پر چڑھائی کرے گی اس کی مغفرت ہوگی۔

حالانکہ جس حدیث کے حوالے سے یہ بات وہ کہہ رہا ہے، وہ حدیث یہ ہے: اول جیش من امتی مغفتون منه قیص مغفور لهم۔(۱)

ذرا انصاف کیجئے اس میں کہیں بھی قسطنطنیہ کا ذکر ہے...؟ اس میں یزید کا ذکر ہے..؟ آخر ہے تو کہاں ہے اور اگر نہیں ہے تو سوال یہ ہے کہ یہ بات کہاں سے آگئی...؟ اس کا سراغ لگانا چاہئے۔

بات یہ ہے کہ عراق کے گورنر مہلب اور اس کے مصاحب خاص حجاج نے یہ بات کہیں سے ٹھونک دی، ظاہر ہے کہ ظالموں ہی کو ظالموں سے ہمدردی ہوگی، انہوں نے کچھ نہیں سے کچھ کا تکّا مارا ہے۔

اس بات کو ابن حجر عسقلانی اور علامہ عینی نے نقل کیا ہے، یہ دونوں صحیح بخاری کے شارح ہیں، لفظ قیصر سے انہوں نے استنباط کر کے قسطنطنیہ کا معرکہ جوڑ دیا۔ انہوں نے اصل میں ابن القین اور ابن سلب المشیر کے جواب میں اس بات کو لکھا ہے اور خود ہی ان دونوں نے اس بات کی تردید کردی ہے اور تردید کر کے یزید کی نااہلی اور ارتداد کو لکھا ہے اس طرح ان دونوں نے فیصلہ کر دیا کہ وہ غیر مغفور ہے، اس کی مغفرت کا سوال ہی پیدا

....

۱۔صحیح بخاری ج ۱ص ۴۱۰، کتاب الجهاد باب ماقیل فی قتال

نہیں ہوتا۔(۱)

سب سے پہلے تو اس حدیث میں یزید کا کہیں نام نہیں ہے، دوسرے یہ کہ اس جنگ میں یزید نہیں تھا، کسی مورخ نے اس کی موجودگی کا تذکرہ نہیں کیا ہے، اس جنگ کے بارے میں تاریخوں میں ہے کہ معاویہ نے ۵۰ھ میں سفیان بن عوف کی سرداری میں قسطنطنیہ پرفوج کشی کی جس کے سردار سفیان بن عوف تھے۔(۲)

پہلے لشکر میں ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور ابوایوب انصاری تھے، کیا ایسے بزرگ حضرات ایک اوباش چھوکرے کی سرداری میں رہ سکتے ہیں، کیا یہ لوگ یزید کی ماتحتی قبول کرسکتے ہیں...؟ اسی لئے عمدۃ القاری میں اس کی تردید کی گئی ہے۔

صحیح بخاری کی اس حدیث میں نہ تو معاویہ کا ذکر ہے نہ یزید کا، نہ اس میں یہ ذکر ہے کہ وہ کون سا شہر تھا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ وہ شام کا شہر ''حمص'' تھا، جو حضرت عمر کے زمانے میں فتح ہوا۔ ظاہر ہے اس وقت تو یزید عالم اصلاب میں تھا، اس بناء پر اس حدیث کا مصداق وہ ہوگا جس نے حمص اور ایلیاء پرفوج کشی کی۔ اس کا یزید سے کیا تعلق...؟

حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث سے نہ تو قسطنطنیہ کی چڑھائی مراد ہے، نہ حمص وایلیاء مراد ہیں بلکہ اس سے جنگ موتہ مراد ہے جو رسول خداؐ کے زمانے میں ہوئی تھی یعنی ۷ھ میں شاہ روم سے جنگ ہوئی اور اس کے سردار حضرت جعفر بن ابی طالب تھے۔

....

۱۔فتح الباری شرح صحیح بخاری قسطلانی ج۱۱ص۹۲؛ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی ج۶ص۱۴۹

۲۔کامل ابن اثیر ج۳ص۱۸۱؛ نیز تاریخ ابن خلدون اور تاریخ ابوالفداء وغیرہ میں بھی یہ بات ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

ابن تیمیہ نے اندھیرے میں یہ تیر پھینکنے کے بعد اصل مطلب بیان کیا کہ شہادت خود امام حسینؑ کے حق میں مصیبت نہیں ہے بلکہ شہادت عزت ہے اور علومنزلت ہے۔

مجھے ابن تیمیہ کی اس بات سے بھرپور اتفاق ہے کہ شہادت مصیبت نہیں ہے بلکہ عزت وافتخار ہے، احادیث میں بے شمار فضائل شہداء بیان کئے گئے ہیں، لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ شہید پر رونا نہیں چاہئے، یہ بالکل غلط ہوگا کیونکہ ہم مظلوم پر اس لئے روتے ہیں کہ اس پر ظالم نے ظلم کیا، مظلوم کے حصول مراتب پر نہیں روتے۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ ضد سے ضد کی پہچان ہوتی ہے، اگر مظلوم کی شہادت عزت وسرفرازی ہے تو ظالم کا ظلم کیا ہوا...؟ ظاہر ہے اسے ذلت ونحوست ملی۔ تو ہم مظلوم کے ظلم پر روتے ہیں اور آپ کو ظالم کی ذلت پر غصہ آتا ہے، اسی لئے تو مختلف طریقوں سے اس رونے پر بندش عائد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضرت یعقوب چیخ مار کر روتے تھے: ﴿یَا أَسَفَی عَلَی یُوسُفَ﴾۔(۱) تو ظالموں کو بڑا غصہ آتا تھا، یہ بھی خیال نہیں کرتے تھے کہ یہ ہمارے والد ماجد ہیں، پیغمبر ہیں، وہ بے دھڑک کہہ دیتے تھے: ﴿إِنَّ أَبَانَا لَفِی ضَلَالٍ مُبِین﴾ ''ہمارے باپ تو کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں''۔(۲)

ان کا یہ قول اس بات کا ثبوت بن جاتا تھا کہ وہی یوسف کے قاتل ہیں، وہی ظالم ہیں۔ ہم جب امام حسینؑ پر روتے ہیں تو جو بھی اس گریہ کو بدعت کہتا ہے، ہم سمجھ لیتے ہیں کہ وہی ظالم ہے، وہاں یعقوب کو گمراہ کہا گیا، یہاں ہمیں بدعتی کہا جارہا ہے۔

....

۱۔ یوسف/۸۴؛ ترجمہ: ''(اور یعقوب نے کہا:) افسوس ہے یوسف کے حال پر''۔

۲۔ یوسف/۸

ابن تیمیہ نے امام حسینؑ پر رونے کو بدعت کہہ تو دیا ہے، انہیں عزت و سرفرازی دلا کر قتل حسینؑ پر خوشی منانے کا مشورہ تو دے دیا ہے لیکن کوئی ایک موقع ایسا نہیں پیش کر سکے جہاں شہید کی شہادت پر رسولؐ یا صحابہ نے خوشی منائی ہو۔ کیا حضرت حمزہؓ کی شہادت پر رسول خداؐ نے خوشی منائی تھی...؟(۱) کیا جعفر طیار کی شہادت پر رسول نے خوشی منائی تھی...؟(۲)

کوئی ابن تیمیہ سے پوچھے کہ حضرت عمر کے قتل پر ان کے بیوی بچوں نے گریہ کیا تھا یا تالیاں بجائی تھیں، غم کیا تھا یا خوشی منائی تھی...؟

امام حسینؑ کی شہادت پر فطرت نے آنسو بہائے، آسمان خون کے آنسو رویا، بیت المقدس کے پتھروں نے خون کے آنسو بہائے۔ سوال یہ ہے کہ جس کی شہادت پر آسمان و زمین روئے، پتھروں تک کو رونا آئے اس پر جو لوگ نہیں روتے وہ کتنے سنگدل ہیں۔ ذرا شہادت حسینؑ کے اثرات کو کتابوں میں ملاحظہ کیجئے:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سر الشہادتین میں لکھتے ہیں:

’’شہادت حسین پر مٹی خون بن گئی، ہاتف غیبی نے نوحہ پڑھا، جناتوں نے مرثیے پڑھے، شیر نے امام کی لاش کی حفاظت کی‘‘۔

غوث اعظم عبدالقادر جیلانی لکھتے ہیں:

....

۱۔ جناب حمزہ کی شہادت پر رسول خداؐ کے گریہ وزاری کی تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۱؛ مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۴۰؛ تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۳۲؛ سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۵۰.....۔

۲۔ نیز جناب جعفر کی شہادت پر رسول کا رونے اور لوگوں کی رونے کی فرمائش کرنے کی تفصیل ملاحظہ ہو: تاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۹۰

”قتل حسین کے بعد آپ کی قبر پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور وہ گریہ وبکا کرتے رہتے تھے“۔(۱)

صواعق محرقہ اور تاریخ الخلفاء میں ام سلمہ کی روایت ہے کہ شہادت امام حسینؑ پر جنوں نے نوحہ پڑھا۔

امام ثعلبی نے اپنی امالی میں ابوحباب کلبی کا بیان نقل کیا ہے کہ جنوں نے نوحہ پڑھا، آسمان رویا۔(۲)

خود حضرت عمر جو مخالف گریہ ہیں، یہ اپنے بھائی زید کی موت پر روئے۔(۳)

خالد بن ولید کی موت پر عورتیں گریہ نہیں کررہی تھیں، انہیں ڈر تھا کہ خالد سے حضرت عمر بہت زیادہ خفا تھے، اس کے علاوہ حضرت عمر خود میت پر رونے کے سخت مخالف ہیں، اگر گریہ کیا جائے گا تو دروں سے ضیافت ہوگی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ عورتوں کو کیا ہوگیا ہے کہ خالد پر نہیں رو رہی ہیں، بنی مغیرہ کی عورتوں کو خالد بن ولید پر گریہ کرنا چاہئے۔(۴)

حضرت عثمان جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو پہلے میت پر گریہ کرتے، اس قدر گریہ کرتے تھے کہ ڈاڑھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی تھی۔(۵)

۱۔غوث اعظم کی متذکرہ عبارت غنیۃ الطالبین ص۶۰۴ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۲۔ینابیع المودۃ؛تفسیر فتح البیان

۳۔عقدالفرید

۴۔عقدالفرید

۵۔تیسیر الوصول

بی بی عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر نوحہ پڑھا اور بین کئے۔(۱)

عقد الفرید میں ہے کہ حضرت ابوبکر کی موت پر اس قدر گریہ ہوا اور ایسا کہرام مچا جیسا رسول خداؐ کے وصال پر ہوا تھا۔(۲)

حضرت عمر جو مخالف گریہ تھے، وہ رونے والوں کی دروں سے ضیافت کرتے تھے جب انہوں نے نعمان بن مقرن کے انتقال کی خبر سنی تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور پھر چیخ چیخ کر روئے۔(۳)

حضرت عمر زخمی ہوئے تو آپ کی صاحبزادی نے خوب گریہ کیا۔(۴)

رسول خداؐ کی وفات پر صحابہ اس قدر روئے کہ سب کی ہچکیاں بندھ گئیں۔(۵)

مروان کے خاندان کی ایک عورت مرگئی تو عورتیں رونے لگیں، مروان بھڑک اٹھے، انہیں روکنا چاہا تو ابوہریرہ نے مروان سے کہا: انہیں مت روکو کیونکہ رسول کے سامنے سے ایک جنازہ گزر رہا تھا اور عورتیں رو رہی تھیں، حضرت عمر نے منع کیا تو رسول نے عمر کو روکا کہ انہیں رونے دو کیونکہ یہ مصیبت زدہ ہیں، آنکھوں سے آنسو نہیں روک سکتیں۔(۶)

یہ تو مخالفین گریہ کی بات تھی، اب اس نازش کائنات کی سیرت کا حال بھی سن لیجئے جو علمائے اہل سنت کی معتبر کتابوں میں ہے۔

....

۱۔جامع ترمذی

۲عقد الفرید

۳۔عقد الفرید

۴۔شرح نہج البلاغہ

۵۔صحیح بخاری ج۱ص ۵۱۷

۶۔یہ روایت مسند احمد بن حنبل میں متعدد جگہوں پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ مسند احمد

صحیح بخاری میں ہے کہ جنگ بدر کے شہیدوں پر ان کی بچیوں نے دف بجا کر گریہ کیا، ماتم کیا اور جی بھر کے روئیں، رسول خداؐ نے انہیں منع نہیں کیا۔(۱)

جنگ احد سے واپسی پر رسول خداؐ نے حمزہ پر رونے کی فرمائش کی، اصحاب نے اپنی عورتوں کو تاکید کر دی کہ اپنے وارثوں کا ماتم کرنے سے پہلے حضرت کا ماتم کرو۔(۲)

جنگ موتہ میں حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ کی خبر شہادت سن کر رسول خداؐ روئے۔(۳)

حضرت جعفر کی شہادت سن کر فاطمہ بھی روئیں اور ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس نے بھی گریہ و ماتم کیا۔(۴)

حضرت ابوطالب کی خبر وفات سن کر رسول خداؐ نے بہت گریہ کیا، آپ کا مرثیہ پڑھا، جنازے میں برابر بین کرتے رہے۔ تذکرۃ الخواص اور تاریخ الخمیس میں تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

رسول خداؐ نے تو حضرت امام حسینؑ کی خبر شہادت پر بھی گریہ کیا جسے صحاح ستہ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، مشکاۃ شریف میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

طبقات بن سعد اور مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ حضرت علی صفین جاتے ہوئے کربلا

....

۱۔صحیح بخاری ج۲ص۷۵۰

۲۔طبقات ابن سعد ج۳ص۱۱؛ مسند احمد بن حنبل ج۲ص۴۰؛ تاریخ طبری ج۲ص۵۳۲؛ سیرۃ ابن ہشام ج۳ ص۵۰.....۔

۳۔طبقات ابن سعد ج۳ص۱۱

۴۔تاریخ ابن اثیر ج۲ص۹۰

سے گزر رہے تھے تو امام حسین پر روئے، اس قدر روئے کہ آپ کی ریش اقدس آنسوؤں سے تر ہوگئی، لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میرا حسین کربلا میں نہر فرات کے قریب تین دن کا پیاسہ قتل کیا جائے گا، رسول خداؐ نے خاک کربلا بھی حوالے کی۔

کامل ابن اثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

''شہادت حسین کے بعد کئی مہینوں تک طلوع آفتاب کے بعد دیواریں اور مکانیں خون آلودہ رہتے تھے''۔

سر الشہادتین میں ہے:

''امام کی شہادت کے بعد خدا نے آسمان سے خون برسایا، صبح کے وقت لوگوں کو اپنے برتنوں میں خون نظر آیا، شہادت کے بعد تین روز تک جو شخص اپنے چہرے پر زعفران ملتا تھا اس کا چہرہ جل بھن جاتا تھا، تین دن تک تمام دنیا تاریک رہی، شہادت کے بعد قاتلوں نے جو اونٹ نحر کیا اس کا گوشت کڑوا ہوگیا''۔

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

''شہادت کے دن آفتاب کو گہن لگا، دن تاریک ہوگیا اور تارے نظر آنے لگے، پتھروں کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا، دشمنوں کے گھر میں جتنی بھی ماش کی دال تھی وہ سب راکھ ہوگئی، آسمان سرخ ہوگیا، مسلسل اور متواتر ستارے ٹوٹتے رہے''۔

علامہ سبط جوزی لکھتے ہیں:

''دنیا میں تین دنوں تک اندھیرا چھایا رہا، آسمان سے خون برسا، جس کپڑے پر وہ خون کا قطرہ گر گیا وہ دھبہ کبھی نہ چھوٹتا تھا کتنا ہی دھویا جاتا تھا وہ دھبہ نہیں چھوٹتا تھا، جب

ابن زیاد کے دربار میں امام حسینؑ کا سر پہونچا تو وہاں کی دیواروں سے خون بہنے لگا‘‘۔

ابن تیمیہ کو اصل میں جو غم ہے اس کا اظہار وہ خود کرتے ہیں کہ قتل عثمان زیادہ عظیم ہے قتل حسین سے، پھر قتل عثمان پر یہ سب کچھ کیوں نہ ہوا...؟ لیکن ابن تیمیہ کو یہ معمولی سی بات سمجھ میں نہ آئی کہ عثمان کو جن لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا خود انہوں نے قتل کیا اس لئے معاملہ برابر ہے، جب دینے کا حق ثابت ہے تو لینے کا بھی حق ثابت ہے، اس میں اتنا واویلا کی ضرورت بھی نہیں۔ اس کے برخلاف امام حسینؑ کو خدا نے اپنا نمائندہ بنایا تھا، خدا کے سرکش بندوں نے بیدردی سے انہیں شہید کیا اس لئے ان عناد پرستوں کی سرزنش کے لئے قانون فطرت کو خدا نے غمزدہ بنادیا، خدا نے ان معاندین کو سمجھایا کہ تم قتل حسین پر رورہے ہو اور فطرت گریہ کررہی ہے۔

ابن تیمیہ نے کچھ وضعی احادیث لکھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ میت پر گریہ نہیں کرنا چاہئے اور کچھ برخود غلط قسم کے افراد کے اقوال واجتہاد نقل کر کے اپنے موقف میں قوت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فطرت کی پکار ان جھوٹی حدیثوں اور نص صریح کے خلاف اجتہاد کو پیش کر کے دبائی نہیں جاسکتی۔

اگر رسول خداؐ نے میت پر رونے سے منع کیا ہے تو آخر کیا وجہ ہے کہ اپنے عمل سے اس کی مخالفت کی ہے، زبان سے منع کیا اور عمل سے خود میت پر روئے، آخر یہ قول رسول اور عمل رسول میں تضاد کیسا ہے...؟

یہی نہیں بلکہ جن اہم شخصیات کو مخالف گریہ کہا جاتا ہے وہی اموات پر چیخ مار مار کر اور حلق پھاڑ پھاڑ کر روئے ہیں۔ حضرت عمر زخمی ہوئے تو حضرت عائشہ نے گریہ کیا۔(۱)

....

۱۔شرح نہج البلاغہ ج۲ص۷۹

بی بی عائشہ اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کے قتل پر روئیں، بلند آواز سے گریہ کرتی تھیں اور ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص کے لئے بددعا کرتی تھیں۔آپ تاریخ کامل پر تمام تفصیلات دیکھ سکتے ہیں۔(۱)

حضرت عثمان کی موت پر حضرت عائشہ نے گریہ کیا، وہ روتی ہوئی گھر سے نکل پڑیں اور نوحہ پڑھتی جاتی تھیں کہ ہائے عثمان مظلوم قتل ہوئے، انہیں بدحواسی میں اپنے پچھلے بیانات بھی یاد نہیں رہ گئے تھے کہ:**اقتلوا نعثا فقد کفر۔**

یہی وجہ ہے کہ حضرت عمار یاسر نے فرمایا: تمہیں نے مسلمانوں کو قتل پر آمادہ کیا اور اب ان پر رو رہی ہو۔(۲)

....

۱۔تاریخ کامل ابن اثیر ج۳ص۱۴۳

۲۔عقد الفرید ج۲ص۶